جناب افتخار عارف صاحب کا خط، قائد ملت کے نام

۴؍فروری ۲۰۰۹ء

گرامی مرتبت!

مولانا سید کلب جواد صاحب   سلام ورحمت

ایام عزا آپ کی انتہائی مصروفیات کے دن ہیں اور میں مزاحم ہورہا ہوں، معذرت طلب ہوں۔ پروردگار عالم آپ کے سلسلۂ فیض کو مسلسل رکھے کہ آپ کے منتخب روزگار گھرانے نے برصغیر پاک وہند میں دین اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کے لئے بیش بہا خدمات سرانجام دی ہیں۔ اتحاد بین المسلمین اور اتحاد بین الملل کے باب میں بھی آپ کے خانوادۂ جلیلہ کی خدمات سے ایک دنیا واقف ہے۔

میں اس وقت آپ کی توجہ ماہنامہ ''شعاع عمل'' لکھنؤ کے محرم نمبر ۱۴۲۸ھ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ محرم نمبر میں مجلس شام غریباں کی ابتداء اور اس کے تدریجی ارتقا کی بابت جناب مولوی سید دلدار علی متّے آغا را آزا جتہادی صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون میں انھوں نے شام غریباں کے آغاز کا واقعہ اور پس منظر بیان کیا ہے۔ میں نے تاریخ اودھ کے ممتاز مؤرخ مرزا اظہر علی برلاس مرحوم کی ایک تحریر دیکھی ہے، جو انھوں نے بادشاہ مرزا ثمر کے مرثیوں کے مجموعے کے لئے پیش لفظ کے طور پر لکھی ہے اور اس واقعے میں انھیں مجلس شام غریباں کا بانی لکھا گیا ہے۔ مشترک بات یہ ہے کہ عالم اجل حضرت عمدۃ العلماء سید کلب حسین اعلیٰ اللہ مقامہ کو پہلا خطیب مجلس شام غریباں تسلیم کیا گیا ہے۔ میں اس کے بارے میں آپ کی رائے جاننا چاہتا ہوں۔ لکھنؤ کی عزاداری پر کیا مجھے کچھ مواد مل سکے گا۔ آپ کے خاندانِ جلیلہ پر کوئی کتاب یا غفرانمآبؒ پر کوئی مواد مل سکے تو بہت ممنون ہوں گا۔

میں اپنا تعارف کراتا چلوں۔ میں لکھنؤ کے ایک غریب اور پسماندہ گھرانے میں پیدا ہوا۔ آپ کے دولت کدے سے کچھ دور پر میرا آبائی گھر ہے۔ جوہری محلے میں بچپن گذرا، ننھیال فقہ جعفریہ سے تعلق رکھتی ہے اور ددھیال کے لوگ فقہ حنفی سے تعلق رکھتے ہیں اور میرا حال آپ کے عم محترم کرم فرمائے دیرینہ حضرت ڈاکٹر کلب صادق صاحب بخوبی جانتے ہیں۔ میں ۱۹۶۵ء میں اپنی تعلیم مکمل کر کے لکھنؤ سے پاکستان چلا آیا تھا۔ زمانۂ طالب علمی میں میں آپ کے جدِ امجد کی دونوں ایام محرم کی مجلسوں میں شریک ہوتا تھا۔ صبح کو غفرانمآبؒ کے امام باڑے میں اور شام کو اقبال منزل کی مجلسیں، کسی سال نہیں چھوٹیں۔ جہاں کہیں سرکارؒ مجلس پڑھتے تھے وہاں ضرور جاتا۔ آپ کے والد ماجد حضرت کلب عابدؒ کی مجلسوں میں بھی شریک ہوتا تھا۔ علامہ سید علی نقیؒ صاحب قبلہ تو ہمارے اساتذہ میں تھے۔ لکھنؤ یونیورسٹی میں پروفیسر سید شبیہ الحسن نونہروی میرے استاد بھی تھے۔ ان کی اور ان کے والد ماجد علامہ سید ابن حسن نونہروی کی مجلسیں میری زندگی کا اثاثہ ہیں۔ حضرت نجم الحسن

نثار، حضرت مولانا غلام عسکریؒ صاحب جہاں کہیں بھی پڑھتے تھے، میں ان سب مجلسوں میں پابندی کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ اب جو دو چار لفظ لکھ پڑھ لیتا ہوں تو یہ محمدؐ اور آل محمدؐ کے درِ دولت سے وابستگی اور ان نفوس قدسیہ کا صدقہ ہیں کہ جو ان کے ذاکرین محترم کے وسیلے سے ہم تک پہنچا۔ میں ۱۴ر برس تک پاکستان سے باہر رہا اور ۸۰ر کی پوری دہائی اور اس کے آگے پیچھے کا پورا دور لندن میں گزارا۔ لندن میں میں اردو مرکز کا سربراہ تھا۔ بعد میں اکادمی ادبیات پاکستان کے سربراہ کی حیثیت سے کام کرتا رہا تھا اور پچھلے مہینے ہی مقتدرہ قومی زبان اردو کا سربراہ مقرر ہوا ہوں ٹوٹے پھوٹے لفظوں سے جو ان مجلسوں سے سیکھے تھے کچھ مصرعے گڑھ لیتا ہوں جس کو دنیا شاعری سمجھتی ہے۔ میرے بچپن کے دوستوں اور بزرگوں میں بھی کچھ دوست ابھی لکھنؤ میں باقی ہیں۔ برادر مکرم ڈاکٹر سید نیر مسعود، اور دوسرے وہ حضرات جنھوں نے مجھے فارسی پڑھائی اور عزیزم انیس اشفاق اور مختلف زمانوں کے رفقائے جامعہ، اللہ سب کو سلامت رکھے۔ آخرِ عمر کے اس مرحلے میں بہت یاد آتے ہیں۔ آپ کو میں نے نہیں دیکھا مگر میں نے آپ کا بہت ذکر سنا ہے۔ جتنی دیر سے میں آپ کے لئے یہ خط نقل کروا رہا ہوں آپ کا دولت کدہ، آپ کے والد محترمؒ، جدِ مکرمؒ، عم محترم کے چہرے، عزاخانۂ غفران مآبؒ کی مجلسیں اور آپ کے گھر سے غفران مآبؒ کے امام باڑے تک جانے والی سڑک اور ڈیوڑھی آغا میر سے غفران مآبؒ جانے والی سڑک، سلطان المدارس سے ہوتا ہوا امام باڑے کو جانے والا راستہ جس سے پیدل آیا جایا کرتا تھا، میری نظروں کے سامنے ہے ؎

وہ جو کل زیر قدم تھیں
اب وہ گلیاں دل میں ہیں

یادش بخیر، برسوں پہلے حضرت جوش ملیح آبادی نے اپنے استاد محترم وعزیز لکھنوی کے صاحبزادے کو کسی کام کی غرض سے ایک رقعہ دے کر میرے پاس بھیجا۔ القاب وآداب تو شرمندہ کرنے والے تھے ہی، سو اس کو مبالغہ سمجھ کر بھول گیا مگر دونوں رباعیاں یاد رہ گئیں۔ ایک رباعی کا انتساب مجھ سے کرتے ہوئے انھوں نے لکھا تھا:

مکھڑوں سے پٹی راج دلاری گلیاں
چوتھی کی دلہن کی طرح پیاری گلیاں
دل کی نگری سے آہ بھرتی گزریں
کل رات کو لکھنؤ کی ساری گلیاں

آمدم برسرِ مطلب

اگر آپ کسی کو حکم دے دیں گے تو وہ عزاداری اور آل غفران مآبؒ کی نسبت سے کتابیں قیمتاً بھجوا دیں گے، جیسے ہی مجھے کتابیں ملیں گی تو ڈالرز میں ان کو رقم بھجوا دی جائے گی۔ اگر وہ چاہیں گے تو یہ رقم پاکستان میں ان کے کسی عزیز کو بھی دے دی جائے گی۔ آپ کے خصوصی تعاون کا آرزومند ہوں۔

زحمت کی معذرت۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔

مخلص

افتخار عارف

مقتدرہ قومی زبان کابینہ ڈویژن

حکومت پاکستان

مکرم ومحترم جناب مولانا سید کلب جواد نقوی صاحب قبلہ کی خدمت میں بصد ادب

اپنی ایک کتاب کا نسخہ بھیج رہا ہوں۔

افتخار عارف

محترمی ومکرمی جناب افتخار عارف صاحب

سلام علیکم

جناب مستطاب کا مجموعۂ کلام ''شہر علم کے دروازے پر'' مع مکتوب موصول ہوا، قائد ملت حجۃ الاسلام مولانا کلب جواد نقوی (دبیر کل مجلس علماء ہند) نے آپ کا خط پڑھ کر بندہ کو جواب لکھنے کا حکم دیا ساتھ ہی حضور کا کلام بھی بے حد پسند فرمایا۔

جناب نے مجلس شام غریباں کے بانی کی حیثیت سے جناب مرزا اظہر علی برلاس کے حوالے سے مرحوم بادشاہ مرزا ثمر لکھنوی کو مجلس شام غریباں کے بانی کی صورت میں تحریر فرمایا ہے تو ممکن ہے خاندان اجتہاد کے افراد کے ساتھ خصوصاً مولانا سید محمد ہادی (کلّن صاحب) اور مولانا سید دلدار علی رازؔ اجتہادی کے ساتھ موصوف بھی پہلی مجلس میں یا رائے دینے والوں میں شریک رہے ہوں اور یقیناً رہے ہوں گے اس لئے کہ آپ علمائے خاندان اجتہاد کے بڑے ہی معتمد تھے۔

مطلوبہ کتب و رسائل جلد ہی بھیج دیئے جائیں گے۔

آخر میں آپ سے گزارش ہے کہ ''کتب خانہ عمدۃ العلماء'' نور ہدایت فاؤنڈیشن امامباڑہ غفران مآبؒ، مولانا کلب حسین روڈ، چوک، لکھنؤ۔۳ (یو۔پی۔) انڈیا کے پتے پر اپنے دیگر مطبوعات ضرور ارسال فرمائیں۔

مولانا کلب جواد صاحب قبلہ اور دیگر ارکان نور ہدایت فاؤنڈیشن کا سلام خلوص قبول فرمائیں۔

گدائے درِ علم

مصطفی حسین نقوی اسیفؔ جائسی

مدیر مسئول ماہنامہ ''شعاع عمل'' (ہندی و اردو)

لکھنؤ

✡✡✡

مدح ملیکۃ العرب حضرت خدیجہ علیہا السلام

ادیبہ بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی

معلمہ جامعۃ الزہرا تنظیم المکاتب بڑا باغ لکھنؤ

اس زاویئے سے دیکھئے معیارِ خدیجہؑ
مختار دو عالم کا ہے مختارِ خدیجہؑ

یہ دونوں جہاں جن کے سبب خلق ہوئے ہیں
واللہ وہ ہیں عترت اطہارِ خدیجہؑ

وہ خطبۂ زہراؑ ہو کہ ہو خطبۂ زینبؑ
یہ دونوں ہیں آئینۂ گفتارِ خدیجہؑ

دنیا سے یہ کہتی ہیں اذانوں کی صدائیں
یوں ہوتی ہے کچھ بارش انوارِ خدیجہؑ

معصومہ ہے بیٹی تو نواسے ہیں ائمہؑ
اور شاہِ رسل سید و سردارِ خدیجہؑ

فاقے سے رہیں دین پہ دولت کو لٹا کر
ہاں یہ بھی ہے اک عظمت کردارِ خدیجہؑ

کیا نوکِ سناں سے کوئی حق بول رہا ہے
دیکھو تو ذرا جرأتِ اظہارِ خدیجہؑ

آزادئ نسواں کا سبق کس نے دیا ہے
اک یہ بھی ہے منجملۂ آثارِ خدیجہؑ

کہتے ہیں بڑے ناز سے مکہ جسے سب لوگ
سوچو تو لگے گا تمہیں گلزارِ خدیجہؑ

چن لیتی ہے کیوں اپنے لئے غیرِ غنی کو
کیا دیکھے ہے چشمِ دل بیدارِ خدیجہؑ

جو شعر ندیؔ نے کہے سچ پوچھو تو وہ ہیں
ممنون و کرم کردۂ افکارِ خدیجہؑ